رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۶

ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا اکیلا اخبار

شرائط

سالانہ عوام سے ... سے ۳

..... ۱۲ ؍

نیازی قیمت ۵

ت کے اسماء گرامی اخبار

وں کی فہرست میں لکھے

جائیں گے - اسکے علاوہ جو کچھ عنایت

کریں وعطیہ تصور ہوگا

— ·· * ·· —

شرائط

(۱) ... ت کا ذکر بیان کرنا اور

... حقیقت بیان کرنا

(۳) ... ں کے حملوں سے

(۴) ... ار کو اسلام کے

... سے بدلائل عقلی ونقلی

(۴) حضرت بابا نانک علیہ الرحمتہ کی تعلیم کو سکھ صاحبان میں پہنچانا اور انھیں اسلام کی دعوت دینا۔

(۵) گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی

—:+:—

جلد (۱۰) | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سوداگر سلک | ودوان | نمبر (۷)

الحمد للہ

کہ حضرت کی صحت اب دن بدن ترقی کر رہی ہے دوست دردِ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد صحت کلی عطا فرماوے +

گزشتہ ہفتہ بڑے دنوں کی تعطیلات پر بہت سے دوست قادیان آئے + جن دوستوں کے نام بکم جنوری کو وی پی کیے گئے ہیں وہ وصول فرما کر دعا اور شکریہ کا موقع

"نور" کے لیے ایکہزار کی اپیل

کی گئی تھی تا حال بمنشی محمد حسین صاحب گرداور قادیان کوئی جناب منشی محمد حسین صاحب سب ا ور سیر صہ جناب غلام مصطفےٰ خانصاحب تحصیلدار پنشنر انسپکٹر صہ میزان ۳۰ سابقہ میزان ۳- ۲۵ ۴ کل ۳- ۳۷ ۴ باقی ۱۳-۵۶۲ اور چاہیے - جب اتنی دوستوں کی توجہ ۳- ۳۷ ۴ جمع کر سکتی ہے باقی ۳۲۰ دوست کیا ۱۳-۵۶۳ نہیں جمع کر سکتے -

ضرور مگر ذرا توجہ کی ضرورت ہے

میں دیکھوں گا!

کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے کس قدر درمند آگے بڑھتے ہیں یہی وقت ہے اعانت کا - تا حال دوستوں نے نور کی توسیع اشاعت کیطرف بہت کم توجہ کی ہے نور کو زندہ رکھنے کے لیے ۷۰۰ خریداروں کی اشد ضرورت ہے موجودہ خریداروں کے علاوہ ۲۵۰ خریداروں کی اور ضرورت ہے

نور کیلیے ایک دردمند دل کی آواز

نور نے اسلام کی کسقدر بے بہا خدمت کی اس امر کا اعتراف کرنا ہمارا نور ایمانی ہے - افسوس ہے قوم کے لوگوں نے کیا صلہ مذہب اور نیک نیت اڈیٹر کو بخشا - ذرا تو انصاف سے کام لیا جاوے - کوئی گناہ تو نہیں - اول یہی اخبار رخاصے صفحوں کی صورت میں قوم کے ہاتھوں تک پہنچتا تھا - اب اسکے صفحے صرف چار ورقوں کی صورت میں پیش کیے جاتے ہیں - مجھے خطرہ اور اندیشہ ہے رفتہ رفتہ اگر یہی قوم کی بے التفاتی رہی تو یہ کہیں نیستی کی صورت نہ اختیار کرلے - پھر بتلاؤ ہمارے معلومات کا ذریعہ محدود نہ ہو جاویگا آج وہ

راز اندرونی

غیر مذاہب کے جو کھل رہے ہیں اور انکی اندر جو جو مفید باتیں مستور ہیں وہ علانیہ پبلک کے سامنے پیش کی جاتی ہیں پھر کیا یہ سب مفقود و مستور ہو نہ ہو جاویگا - ناظرین کیا تھوڑی سی رقم پر یہ اخبار کوئی گراں پرچہ ہے واللہ نہیں نہیں! اور کوئی بات نہیں ہے - محض یہ سبب سلب ایمانی کی علامت ہے - جس قوم میں یہ مرض گھر کر لیتا ہے پھر وہ ہلاکت تک پہنچ جاتی ہے - واقعی قوم مردہ ہو انکی حس مر چکی ہے - تمکو اسکی بھی خبر نہیں یہ ہر ایک دانشور میں کیسی نایاب موتی کا ہار تمھاری نظر کرتا ہے ملک سے بت پرستی کا خیال دور کرنا - اچھے بھگتوں کی مہمان گانا - جہالت اور اگیانتا کا ناش کرنا - ناظرین کو نیک عمل کرنیکی تحریص دلانا - غیر مسلم کے - بے جا حملوں کا دلیرانہ اور مدلل تردید سب موتی کی لڑیاں نہیں تو اور کیا ہیں کیسے شرمناک حملے کو تاہ اندیش کر دیا کرتے ہیں جنکو پڑھ کر دل مضطرب ہو جاتا ہے اور یہی بول اٹھتا ہے کہ یہ اُن حملہ آوروں کی ناواقفیت کا بین ثبوت ہے علم عربی سے ناآشنا - مطالب کلام سے کورے تعصب مذہبی سے از خود رفتہ جو اناپ شناپ آیا لکھ مارا حضرات یہی ایک دلیر اخبار ہے جو ایک مہذب پیرایہ میں بحوالہ وید - سمرتی - گرنتھ - منو سمرتی - قرآن شریف وغیرہ وغیرہ اعتراضات ایسے پرچے کی اشاعت میں قلمے - دامے - درمے امداد نہایت مستحسن کام ہے - جو کام ایک انجن کر سکتی ہے درحقیقت وہ نور اکیلے نے کر دکھایا یہ نور کا ہی عظیم الشان کام ہے جسنے سکھوں اور آریوں میں ایک تہلکہ مچا دیا کیا ہمدردان اسلام کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ تن من دھن سے ایسے مجاہدہ پرچہ کی امداد

(عمر دراز خان کلرک بارکماسٹری)

۱۹۰۳ء کی باسمتی ۱۹۱۸ء کے دسترخوان پر

KHILAFAT LIBRARY

بلغاریہ کے ایلن کتاب پر فیصلہ کن تنقید

امریکہ اور یورپ کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر ہو رہا تھا اسی میں یہ بھی ذکر آ گیا کہ دودھ اور شوربا وغیرہ جو کہ ٹینوں میں بند ہو کر ولایت سے آتا ہے۔ بہت ہی نفیس اور ستھرا ہوتا ہے۔ اور ایک خوبی اُن میں یہ ہوتی ہے کہ اُنکو بالکل ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ دودھ تک بھی بذریعہ مشین دوہا جاتا ہے۔ اسپر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا چونکہ ان چیزوں کو بنانیوالے اس وقت ایسی قوم ہے جس نے دین کی حدود اور آسکے حلال وحرام کی کوئی پرواہ نہیں رکھی اور کثرت سے سور کا گوشت انمیں استعمال ہوتا ہے اور جو ذبح کرتے ہیں اُسپر بھی خدا کا نام ہرگز نہیں لیتے۔ بلکہ جھٹکو کی طرح جانوروں کے سر جیسا کہ سنا گیا علیحدہ کر دیتے جاتے ہیں اس لیے شبہ پڑ سکتا ہے کہ بسکٹ اور دودھ وغیرہ جو انکے کارخانوں کے بنے ہوئے ہوں اُن میں ممنوع اشیاء کی آمیزش ہو۔ اسلیے ہمارے نزدیک ولایتی بسکٹ اور اس قسم کے دودھ اور شوربے وغیرہ استعمال کرنے خلاف تقویٰ اور ناجائز ہیں۔ جس حالت میں کہ سور کے پالنے اور کھانے کا عام رواج ان لوگوں میں ولایت میں ہے تو ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ دوسری اشیاء خوردنی جو کہ یہ لوگ تیار کر کے ارسال کرتے ہیں انمیں کوئی نہ کوئی حصہ اُسکا نہ ہوتا ہو۔

اسپر ابو سعید صاحب المعروف عرب صاحب۔ تاجر برنج رنگون نے ایک واقعہ حضرت اقدس کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ رنگون میں بسکٹ اور ڈبل روٹی بنانے کا ایک کارخانہ تھا۔ وہ ایک مسلمان تاجر نے قریب ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرید لیا جب اُسنے حساب وکتاب کی کتابوں کو پڑتال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سور کی چربی بھی اس کارخانہ میں خریدی جاتی رہی ہے دریافت پر کارخانہ والوں نے بتلایا کہ ہم اسے بسکٹ وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر یہ چیزیں لذیذ نہیں ہوتیں

اس واقعہ کے سننے سے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال کسقدر تقویٰ اور باریک بینی پر تھا۔ لیکن چونکہ ہم میں سے بعض ایسے بھی تھے جنکو اکثر سفر کا اتفاق ہوا ہے اور بعض بھائی افریقہ وغیرہ دور دراز امصار و بلاد میں اب تک موجود ہیں جنکو اس قسم کے دودھ اور بسکٹ وغیرہ کی ضرورت پیش آسکتی ہے اس لیے انکو بھی مدنظر رکھکر دوبارہ اس مسئلہ کی نسبت دریافت کیا گیا اور نیز اہل ہنود کے کھانے کی نسبت عرض کیا .....

.....

اسپر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک نصاریٰ کا وہ طعام حلال ہے جس میں شبہ نہ ہو اور از روئے قرآن مجید کے وہ حرام نہ ہو ورنہ اسکے یہی معنی ہونگے کہ بعض اشیاء کو حرام جانکر گھر میں تو نہ کھایا مگر باہر نصاریٰ کے ہاتھ سے کھا لیا۔ اور نصاریٰ ہی پر کیا منحصر ہے اگر ایک مسلمان بھی مشکوک الحال ہو تو اُسکا کھانا بھی نہیں کھا سکتے مثلاً ایک مسلمان دیوانہ ہے اور اُسے حرام و حلال کی خبر نہیں تو ایسی صورت میں اُسکے طعام طیار کردہ چیزوں پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اسلیے ہم گھر میں ولایتی بسکٹ نہیں استعمال کرنے دیتے بلکہ ہندوستان سے ہندو کمپنی کے منگایا کرتے ہیں۔ عیسائیوں کی نسبت ہندوؤں کی حالت اضطراری ہے کیونکہ یہ کثرت سے ہم لوگوں میں مل جل گئے ہیں اور ہر جگہ انمیں کی دوکانیں ہوتی ہیں اگر مسلمانوں کی دوکانیں موجود ہوں اور سب شی وہاں ہی سے مل جاوے تو پھر البتہ ان سے خورنی اشیاء خریدنی چاہئیں۔

علاوہ ازیں میرے نزدیک اہل کتاب سے غالباً مراد یہود ہی ہیں۔ کیونکہ وہ کثرت سے اسوقت عرب میں آباد تھے اور قرآن شریف میں بار بار خطاب بھی انھیں کو ہے اور صرف توریت ہی کتاب اُسوقت تھی جو کہ حلت اور حرمت کا مسئلہ بیان کر سکتی تھی۔ اور یہود کا اُسپر اس امر میں جیسے عمل درآمد اسوقت تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔

اسپر ابو سعید صاحب نے عرض کی کہ اھل الکتاب میں کتاب پر الف لام بھی اسکی تخصیص کرتا ہے جس سے یہ مسئلہ اور بھی واضح ہو گیا۔

(واضح ہو کہ یہودی لوگوں کا کھانا بہت پاکیزہ اور شرعی آداب کے موافق پکا ہوا ہوتا ہے۔ اُن کا ذبیحہ وغیرہ سب ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ہمارا سور سے انکی بھی ویسی نفرت ہے جیسی ہمیں۔ اسلیے ان لوگوں کی ایسی کھانوں کو انشراح صدر سے کھا لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے ایڈیٹر)

تقدیر معلق اور مبرم

صدقات اور خیرات سے بلائیں ٹلنے کا ذکر ہوا اُسپر حضرت اقدس نے فرمایا ہاں یہ بات ٹھیک ہے اسپر بعض اعتراض کرتے ہیں کہ تقدیر کے دو حصہ کیوں ہیں تو جواب یہ ہے کہ تجربہ اسبات پر شاہد ہے کہ بعض وقت سخت خطرناک صورتیں پیش آجاتی ہیں۔ اور انسان بالکل مایوس ہو جاتا ہے لیکن دعا اور صدقات وخیرات سے آخر کار وہ صورت ٹل جاتی ہے۔ پس آخر یہ ماننا پڑتا ہے کہ اگر معلق تقدیر کوئی شی نہیں ہے اور جو کچھ بھی ہے مبرم ہی ہے پھر دفع بلا کیوں ہو جاتا ہے اور دعا اور صدقہ وخیرات وغیرہ کوئی شی نہیں ہے۔ بعض ارادے الٰہی صرف اس لیے ہوتے ہیں کہ انسان کو ایک حد تک خوف دلایا جاوے۔ اور وہ پھر وہ صدقہ وخیرات جب وہ کرے تو وہ خوف دور کر دیا جاوے۔

دعا کا اثر مثل زیادہ کے ہوتا ہے کہ جب وہ شرط پوری ہو اور وقت مناسب مجاوے اور کوئی نقص نہ ہو تو ایک امر ٹل جاتا ہے اور جب تقدیر مبرم ہو تو پھر ایسے اسباب دعا کی قبولیت کے بہم نہیں پہنچتے طبیعت تو دعا کو چاہتی ہے مگر توجہ کامل میسر نہیں آتی اور دل میں گداز پیدا نہیں ہوتا۔ نماز سجدہ وغیرہ جو کچھ کرتا ہے اُسمیں بدمزگی پاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام بخیر نہیں۔

اس مقام پر ایک نے عرض کی کہ جب نواب محمد علی خان صاحب کا صاحبزادہ سخت بیمار ہوا تھا کہ جناب کو اس قسم کا الہام ہوا کہ تقدیر مبرم ہے اور موت مقدر ہے لیکن پھر حضور کی شفاعت سے وہ تقدیر مبرم ٹل گئی۔ آپ نے فرمایا کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی لکھتے ہیں کہ بعض وقت میری دعا سے تقدیر مبرم ٹل گئی ہے اسپر شارح شیخ عبدالحق محدث دہلی نے اعتراض کیا ہے کہ تقدیر مبرم تو ٹل نہیں سکتی پھر اسکے کیا معنی ہوئے آخر خود ہی جواب دیا ہے کہ تقدیر مبرم کی دو اقسام ہیں ایک مبرم حقیقی اور ایک مبرم غیر حقیقی ہے حقیقی تو کسی صورت میں ٹل نہیں سکتی ہے جیسے کہ انسان پر موت تو آتی ہے اگر کوئی چاہے کہ اس پر موت نہ آوے اور یہ قیامت تک زندہ رہے تو یہ نہیں ٹل سکتی دوسری غیر حقیقی وہ ہے جس میں مشکلات اور مصائب انتہائی درجہ تک پہنچ چکے ہوں اور قریب قریب ٹلنے کے نظر آدیں اُسکا نام مجازی طور پر مبرم رکھا گیا ہے ورنہ حقیقی مبرم تو ایسی ہے کہ اگر کل انبیا ملکر دعا کریں کہ وہ ٹل جائے تو وہ ہرگز نہیں ٹل سکتی (باقی آیندہ)

عمدہ اور سستی اعلیٰ درجہ کی پائیدار عینکیں خریدنے کا
پتہ
منشی عبدالرحیم صاحب احمدی ممتحن چشم بلبلی خانہ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ہم اسوقت کہاں ہیں

KHILAFAT LIBRARY

اسوقت مسیح اور آریہ لوگ اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے ہمہ تن مصروف ہیں اور اب وہ کس منزل پہ ہیں اور آئندہ انکا کیا ارادہ ہے؟ اسکے لیے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف انکے سالانہ رپورٹوں پر ایک نظر ڈال لینی ہی کافی ہوگی۔

بائیبل سوسائٹی کی تازہ رپورٹ بتلاتی ہے کہ ہندوستان میں صرف پچھلے سال بائیبل کے ۱۱ لاکھ نسخے ۷۸ زبانوں میں ترجمہ ہوکر تقسیم اور فروخت ہوئی انمیں سے دو لاکھ بیس ہزار جلدیں ہندی زبان میں اور باقی اردو تامل اور مرہٹی انگریزی۔ تلوگو تبتی۔ بنگالی۔ گجراتی ملایا گورمکھی وغیرہ زبانوں میں شائع ہوئیں۔ سنسکرت انجیل کی ۹۶ جلدیں فروخت ہوئیں کل فروخت شدہ انجیلوں کی تعداد ۵ ۸۰۰۰ ۷ ہے۔ باوجود کاغذ اور دیگر اشیاء کے گراں ہونیکے گذشتہ سال کی نسبت ۸۰ ہزار بائیبل کی جلدیں زیادہ فروخت ہوئیں۔ یہ سب کچھ مسیح مشنریوں کی اتھک کوشش لاانتہا جوش اور حقیقی لگن کا نتیجہ ہے۔ کہ جیل خانے کوڑی خانے۔ ہسپتال۔ پردہ نشین عورتیں گھر گھر تک انجیلیں پہنچائی گئیں۔ غرضیکہ انجیل کی اشاعت میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا گیا خیال کیجئے کہ ۱۱ لاکھ جلدیں کچھ تھوڑی نہیں ہوئیں۔ اگر بالفرض کتابیں ایک صندوق میں آئیں تو اسکے لیے کم از کم ۲۴۰۰ صندوق چاہئیں اور ۲۲۰۰ صندوقوں کو رکھنے کے لیے ایک نہایت ہی وسیع مکان کی ضرورت ہے۔ اور پھر یہ سب ہندوستان کی ۷۸ زبانوں میں شائع ہوئیں جس میں زیادہ تعداد ہندی زبان کی ہے جسمیں دو لاکھ بیس ہزار جلدیں شائع ہوئیں۔ اس سے اندازہ لگاؤ کہ اسوقت ہندو قوم ہندی کی کسقدر والا وشیدا بن رہی ہے اور مسیحی لوگوں نے بھی کسطرح ہندوستان کی نبض کو پہچانا اور ۲ لاکھ ۲۰ ہزار جلدیں ہندی بھاشا میں نکالدیں برخلاف اسکے جب ہم اپنے کام پر نظر ڈالتے ہیں۔ سچ پوچھو تو ندامت کے مارے ماتھا پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں ہمارا یہ دعویٰ ہے اور ہم اپنی پرائیویٹ گفتگو میں اور پلیٹ فارموں پر غرضیکہ خلوت جلوت میں یہ آواز بلند کرتے ہیں کہ اسوقت قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جسپر چل کر انسان اپنے خدا کی رضامندی حاصل کرسکتا ہے اور نجات ابدی کا وارث بن سکتا ہے برخلاف اور جسقدر سماوی کتب ہیں وہ ہماری رہبری کا موجب نہیں ہوسکتیں۔ ان کا وقت گذر گیا مگر ہمارا یہ دعوی صرف زبان تک ہی ہے تاحال عملی قدم ہمنے بہت ہی کم اٹھایا ہے۔ مسیحی لوگوں نے ہندوستان کی ۷۸ زبانوں میں اپنی پیاری بائیبل کا ترجمہ کردیا اب اسکے مقابلہ میں ہمنے اپنے پیارے قرآن مجید کا کتنی زبانوں میں ترجمہ کیا اس کا جواب اپنے دلوں سے لو۔ اسوقت ہندی زبان ہندوستان میں ایک عمومیت حاصل کررہی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اگر ہندوستان کی اور زبانوں میں نہیں تو کم از کم ہندی میں تو قرآن کا ترجمہ کردیں ہمارے لیے بہت ہی آسانیاں ہیں۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسے آدمی موجود ہیں۔ صرف انکی خدمات سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ تین سال کا عرصہ ہوا کہ خاکسار ایڈیٹر نور نے محض اپنی ہی ہمت سے ہندی اور سندھی زبانوں میں تاجک پتھیوں میں تبلیغ کیلئے ضخیم ٹریکٹ چھپوا کر شائع کیے۔ ان ٹریکٹوں کا شائع ہونا تھا کہ تمام سندھ میں ایک ہلچل مچ گیا۔ اور سندھی جوشیلوں نے ہمارے ۱۲۰ صفحہ کے ٹریکٹ کے جواب میں پورے چار صد صفحات کی کتاب شائع کردی۔ ضرورت تھی کہ اس ہلچل سے فائدہ اٹھایا جاتا سندھ کے تاجک پتھی بیتاب تھے کہ اس ۴۰۰ صفحات کی کتاب کے جواب میں ہماری طرف سے کیا لکھا جاتا ہے۔ میں نے اسکا جواب اسوقت لکھ لیا۔ اسکے ہندی ترجمہ اور چھپوانے وغیرہ کیلئے تقریباً چھ سات سو روپیہ کی ضرورت تھی۔ میں نے ذمہ داران نوگوں کو اس طرف متوجہ کیا۔ مگر توجہ نہ ہوئی۔ اگر اسوقت اس اشاعت اسلام کے کام میں میرا ہاتھ بٹایا جاتا تو آج سندھ کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ مگر اب بھی میں اپنی ہمت نہیں ہارا میں کسی عمدہ وقت کا منتظر ہوں اور مجھے خدا کے فضل پر پورا پورا بھروسہ ہے کہ وہ وقت قریب آرہا ہے جب میں اپنے آپ کو سندھ میں تبلیغ کے کارہائے نمایاں میں مصروف پاؤنگا۔

یہ تو مسیح صاحبان کی ہمت ہے۔ آئیے ہم دیکھیں کہ ہمارے ہمسائے آریہ صاحبان کے کیا ارادے ہیں۔ لالہ دیوی چند جی ایم اے نے آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ میں بتایا کہ "سارے پنجاب میں ۴ ۷۰ ۱۲۸ چمار ہیں انمیں سے حصار کے ضلع میں ۷۲۶۹۵ چمار ہیں گورگانواں میں ۳۷۳۱۸ دلی میں ۶۰۴۳۹ کرنال میں ۱۰ ۷۰۱۱ انبالہ میں ۱۶۸۱۵۷ اور ہوشیارپور میں ۱۱۵۱۵۴ یہ محض چماروں کی تعداد ہے اسیطرح جولاہے بھدایئے وغیرہ الگ جنکے ساتھ ہم چھوتے نہیں جہاں آریہ سماج کا کوئی مشنری نہیں جاتا وہ اسکے علاوہ ہیں۔ ایسے ہی ڈوم میگھ اور مدارس میں پاریا نتھال دوسرے حصوں میں موجود ہیں اکیلے یوپی میں ساڑھے لاکھ چمار ہیں ایک تہائی آبادی وہاں اچھوتوں کی ہے جنکے اندر مسیح کام کرتے ہیں۔

پھر آگے چلکر لالہ صاحب فرماتے ہیں۔

عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان عیسیٰ کیلئے ہے۔ سوامی دیانند اور رام کے لیے نہیں لیکن تم اسبات کا ثبوت دو کہ یہ دیانند کے لیے ہے؟ یا عیسیٰ کے لیے ہمارے سامنے یہ سوال ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہم اپنا خون بہاکر ہڈیاں اور بوٹیاں دیکر ہندوستان کو دیانند کا بنائینگے۔

آگے چل کر آپ اسپر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "میرا یقین ہے کہ ہندوستان آریہ سماج کے لیے جو دیانند کے لیے اور ویدوں کے لیے۔ ہزار مایوسیاں آئیں اپنے لوگ بھی تراش ہوں مگر ہم مایوس نہ ہوں ہم اپنے مشن کی صداقت پر شک نہ کریں کیونکہ مایوسی کی آوازیں کمزوروں سے نکلتی ہیں اگر غیر شک کریں تو افسوس نہیں مگر اپنے نوجوان اور بوڑھوں سے سنیں تو قابل افسوس ہے"

اے مسلمانو!

غور کرو اور سوچو! کہ ہمیں زندہ رہنے کے لیے کسقدر جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ہندوستان کی کل اچھوت اقوام بلاشبہ اور شک اسلام کا حصہ ہیں اسلام کی جائداد ہیں دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو چوہڑوں اور چماروں وغیرہ کو مساوات دیتا اور اپنے گوشت کا پوست سمجھ سکتا ہے۔ آریہ سماج لاکھ زور مارے مگر وہ اغیار کو مساوات نہیں دے سکتی مگر یہ سب کچھ تبھی میسر ہوسکتا ہے اگر ہم ہمت کریں توجہ سے کام لیں میدان کارزار میں جدوجہد دکھلائیں مسلمانو یاد رکھو اگر تم نے توجہ نہ کی تو تم سے جو زندہ رہیگا پچاس سال کے بعد دیکھیگا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا کیا درجہ ہے۔ ہمارے لیے تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے صرف ہندوستان کی اچھوت اقوام پر ہی تو منحصر نہیں راجپوتانہ میں تو مسلم راجپوتوں جنکے اسماء رام سنگھ اور بھوپ سنگھ وغیرہ ہیں سندھ اور یوپی وغیرہ میں ناتک پنتھیوں میں تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے مگر ہمت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں تو وقت جا رہا ہے ہمیں بھی میدان کارزار میں اتر آنا چاہیئے۔

وقت یاد رکھو زمانہ کسیکا انتظار نہیں کرسکتا۔

اگر تمنے چندے اور سستی سے کام لیا تو ہندوستان میں تمھاری ہستی زندہ درگور سے زیادہ اہمیت نہیں رکھیگی ابھی وقت ہے اپنے نفع و نقصان کو سمجھ لو ورنہ پیچھے پچھتاؤگے۔ رو گے سر دھنوگے اور ہاتھ ملوگے۔ سانپ نکل جائیگا اور لکیر پیٹوگے کسی ہندی داں نے خوب کہا ہے ؎

اگلے ان پاچھے گئے ہر سے کیو نہ ہیت +

اب پچھتاے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

وقت گذر گیا اور خدا سے محبت نہ کی۔ اور اب پچھتاے کیا فائدہ جبکہ چڑیاں کھیت کو چگ گئیں۔ دعا اور دردِ دل سے دعا ہے کہ خدا انکو سمجھ دے۔ +

آجکل کی بحث مباحثہ سے کچھ فائدہ نہیں

احمدیہ جماعت کا تو عرصہ سے یہ خیال ہے کہ آج کل جن طریقوں سے بحث مباحثہ کیا جاتا ہے وہ بجائے نفع کے نقصان کا موجب ہے مگر اب آریہ سماج کے لیڈنگ پیپر پیسہ اخبار دھرم پرچارک کو بھی ہماری رائے سے اتفاق کرنا پڑا ہے چنانچہ آپ ۱۶ نومبر کے اشو میں لکھتے ہیں کہ "آج کل کے شاستر ارتھ ستیاناشیہ کے نرنے کے لیے نہیں ہوتے۔ اتو پر پیسر گالی گلوچ کرنے کیلیے ہوتے ہیں اتو شاستر ارتھ لابھدایک نہیں ہانی کارک ہیں ہمتو ستیہ دھرم پرچارک میں نرنتر شاستر ارتھ سمندھی آلوچنا کرتے آئے ہیں اِس کے لیے ہمیں آریہ جگت کے کئی دو دہی پریمیوں سے بُرا بھی بننا پڑا طلب آج کل کے مذہبی مناظرے حق و باطل میں امتیاز کرنے کے لیے نہیں ہوتے محض گالی گلوچ کے لیے۔ جس سے بجائے نفع کے نقصان ہی ہمتو ستیہ دھرم پرچارک میں عرصہ سے یہ لکھ رہے ہیں۔ اسکے لیے ہمیں آریہ جگت کے کئی "ورشٹھ پریمیوں" مطلب۔ دشمن نمبر دوستوں سے بُرا بننا پڑا ہے۔ ہمیں یہ پڑھکر بہت ہی خوشی ہوئی۔ اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اُسے بھولا نہ سمجھنا چاہیے۔

کیا ہمارا ہمعصر بتلائیگا کہ یہاں "ورشٹھ دہی پریمیوں" سے کیا مراد ہے شاید مسافر آگرہ اسپر کچھ روشنی ڈال سکے

بیشک یہ کام کا طریقہ ہے

اس جنگی بخار کی وجہ سے جسقدر یتیم ہوئے وہ ظاہر ہے ہمنے اپنے کسی گذشتہ نمبر میں بتلایا تھا کہ اس بیماری میں زیادہ تر مسلمان ہی مرے اور اور مسلمانوں کے بچے ہی زیادہ یتیم ہوئے ضرورت ہے کہ کوئی اسلامیہ انجمن یا اسلامیہ یتیم خانہ اس آڑے اور ضرورت کے وقت آگے بڑھے مگر مسلمانوں میں یہ ہمت کہاں یہ ایک دوسرا ہی بات ہے کہ ہماری پیاری کتاب قرآن مجید یتیموں کے پرورش اور خبر گیری کے لیے کسقدر تاکید اکید فرماتی ہے۔ بہرحال اس نازک وقت کو پہنچاں کر آریہ سماج آگے بڑھا ہے۔ اور ہتہ دھرم پرچارک میں آریہ سیوک منڈلی دہلی صدر کیطرف سے یہ اشتہار شائع ہوا ہے جسکا لب لباب درج ذیل ہے۔

"جو دوست کسی یتیم کو پاویں وہ فی الفور ہمارے پاس بھیجدیں کرایہ وغیرہ یتیم خانہ کا نیچہ ادا کریگا جو پہنچا نہ سکیں تو ہمیں اطلاع دیں۔ ہم خود منگا والیں گے اسیطرح بھوکے اور مسا کیں آدمی یا عورت یا کنبہ کا پتہ دیا جائیگا تو ہم مذہبی تمیز اُٹھا کر حسب توفیق اعانت کا انتظام کیا جائیگا"

کیا کسی اسلامیہ انجمن کے دل میں بھی یہ مبارک خیال پیدا ہوا مگر مسلمان بیچاروں کو تو اپنے لڑائی جھگڑوں سے ہی فرصت نہیں ملتی یہ دوسرے کاموں کیطرف توجہ کیلیے وقت کہاں سے لائیں؟

جنگی بخار کا شکار زیادہ تر مسلمان کیوں ہوئے

جنگی بخار آیا اور چلا گیا اور اپنے پیچھے بہت سے نشانات چھوڑ گیا۔ مگر اس بیماری میں زیادہ بے چارے مسلمان ہی شکار ہوئے بعض اوقات ہماری حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی تھی جب ہم پیسہ اخبار وغیرہ میں یہ پڑھتے تھے کہ فلاں تاریخ کو مسلمان مرا اور ۵ ہندو۔ یہ حیرت اسلیے نہیں تھی کہ ہندو کم کیوں مرے ہماری تو یہ خواہش تھی کہ خدا اِن چار پانچ ہندوؤں کو بھی نہ مارتا۔ مگر جو حیرت زدہ بات تھی وہ یہ ہے کہ اس موقع پر ہندوؤں نے صدقہ اور خیرات سے بہت کام لیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صدقہ خدا کے غضب کو روکتا ہے۔ دوسری یہ بات کہ ہندو چھوت چھات کے زیادہ پابند ہیں اور ڈاکٹروں کی یہ رائے ہے کہ انفلوئنزا بیماری بدرجہ غائت متعدی ہے اڈیالوف کے تعجب کی کوئی حد نہ رہی جبکہ وہ اس بیماری کے دنوں ایک ذہنی مدرسہ کے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا ایک طالب علم کے سامنے کھانا آیا تو وہ بغیر ہاتھ دھوئے ہی کھانے لگ پڑا میں نے اسکو کہا بھائی کھانے سے پہلے ہاتھ تو دھو لیتے تو اس نے جواب دیا کہ ہاتھ دھونے کا یہاں رواج نہیں۔ میں نے کہا کہ تم رواج کے پابند ہو یا شریعت کے یہ سنکر وہ نادم ہوا مگر لطف یہ کہ ہاتھ پھر بھی نہ دھوئے۔ اس سے نہایت درد سے ہماری یہ نصیحت ہے کہ بیماری کے دنوں میں خصوصیت سے خشیت اللہ کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ صدقہ اور خیرات سے کام لینا چاہیے برتنوں وغیرہ اور مکان کی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔ بیمار آدمی کے برتن میں میں بدوں مٹی۔ یا راکھ سے خوب صاف کیے ہرگز نہ کھانا چاہیے۔ اور یہ سب اسلامی تعلیم ہے۔ قرآن مجید میں جسقدر طہارت اور پاکیزگی کی تعلیم پائی جاتی ہے کسی دوسری کتاب میں اسکا عشر عشیر بھی نہیں ملیگا مگر مسلمانوں کی حالت پر افسوس جنہوں نے کلام مجید کی اس مقدس تعلیم سے منہ پھیر لیا۔

آریہ صاحبان کی نظر عنایت

آریہ سماج کی گاڑی کا پہیہ آج کل جس سمت کی جا رہا ہے وہ مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہے۔ چنانچہ ۲۸ نومبر کا معارف مشرق لکھتا ہے کہ ہمارے پاس ایک

شذرات

کیا اب وفاداری کی قسم کی ضرورت نہیں؟

معزز ہمعصر ستیہ دھرم پرچارک اپنے ۱۶ نومبر کے اشو میں لکھتا ہے کہ "ہمیں ایسا خیال ہے شاپت (قسم) سنسکرت پرانت (یوپی) کی پرتی ندی سبھا نے بھی آریہ سماجی ہونے کیلیے راج بھگت کی دوکھشا (گورنمنٹ کی وفاداری) کے لیے (دینے کا پرستاؤ (قاعدہ) سویکار (منظور) کرایا تھا یہ ہی (اگر) ہمارا خیال ٹھیک ہو تو ہمیں (معزز) سبھا اپنے پرستاؤ (قاعدہ) پر پن وچار کرنا چاہیے (نظر ثانی) کرنی چاہیے"

معلوم نہیں کہ معزز ہمعصر ستیہ پرچارک کے نزدیک اب وفاداری کی حلف اور عہد کی کیوں ضرورت نہ رہی کیا؟ ہمارا ہمعصر اس پر کچھ روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا کریگا

جنگی بخار میں کون لوگ مرے۔

معزز ہمعصر ستیہ دھرم پرچارک آگے چل کر لکھتا ہے کہ جنگی بخار کا شکار کون لوگ ہوئے

(۱) ادھرم (ناجائز طریقہ) سے روپیہ بٹورنے والے

(۲) ہنا ستان کی اچھا کے اوت پت ہوئے ہوئے سنتان یعنی بغیر ضرورت کے پیدا ہوئی ہوئی اولاد" بہت خوب پھر آگے چلکر یہی ہمعصر لکھتا ہے کہ یہ سنکر دکھ ہوا کہ یہ ہر جو (جنگی بخار) سے شریمان سنت رام بہار دواج ایڈیٹر آریہ پتر کا دیہانت (وفات) ہوگیا۔ پھر یہی ہمعصر لکھتا ہے کہ سماچار پتروں (اخبارات) سے پڑھکر بہت دکھ ہوا کہ شریمت رگھبیر شرن کا بھی دیہانت ہوگیا سچ سچ یہ سال آریہ سماج کیلیے اشبھ (نہ مبارک) چڑھا ہے"

اب ہتہ دھرم پرچارک کے کلیہ کے مطابق نتیجہ کیا نکلا؟

KHILAFAT LIBRARY

مضمون پہنچا ہے جس پر راقم کے علاوہ کم وبیش دو درجن اور آدمیوں کے بھی دستخط ہیں جنھوں نے مضمون مندرجہ ذیل کی تصدیق کی ہے۔ اور کہ ان دستخط کنندگان میں عیسائی بھی شامل ہیں۔ ان سب چشم دید گواہوں کے حسب بیان گورکھپور کے جلسہ میں پنڈت کالی چرن شرما ڈاکٹر لچھمی چند نے اپنی لیکچروں میں اور پنڈت گوری لال نے اپنی نظم میں جو ہارمونیم اور طبلہ کے ساتھ گائی گئی مسلمان اور عیسائیوں کی بے حد دلآزاری کی اول الذکر نے کہا کہ حافظ اس لیے اندھے ہوئے ہیں کہ آنکھوں نے آنحضرتؐ کی آنکھوں کا نور دیکھا ہے لوح وقلم کے متعلق کہا کہ اتنا لمبا قلم ہوتا ہے۔ جبریل کے پر اتنے لمبے۔ اسلام عرب کے بدوؤں کے لیے ہے ہندوستان سے اسکا کیا تعلق۔

ٹوری لال نے تو حد ہی کر دی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو برٹش حکومت کی رعایا ہی نہیں سمجھتا اس کے دو شعر حسب ذیل ہیں ؎

قرآن آسمانی ہمنے دیکھا جھوٹا دفتر ہے
وہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں محمدؐ تو پیمبر ہے
کیا سجدہ جو آدم کو بہت جھگڑا ہوا دیکھو۔
خدائے آسمانی سے تو یہ شیطان ہی بہتر ہے

آپ شعروں کی تعریف بھی کرتے جاتے تھے۔ قرآن اور انجیل کو گندی کتابوں سے نسبت دی اور کہا جس مذہب کی غلیظ اور نجس کتابیں اونٹوں پر لدی ہوں اور جو لوگ اونٹوں کی طرح بولتے ہوں وہ آریہ سماجوں سے کیا مقابلہ کر سکتے ہیں؟

ہمیں افسوس ہے کہ جلسہ میں کسی نے ان فحش کلاموں اور بدزبانوں کو روکا ہم مسلمانوں اور عیسائیوں کے ضبط کی تعریف کرتے ہیں اور گورنمنٹ سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ایسے بدزبانوں کا انسداد کرے تاکہ ملک میں بداخلاقی اور فساد نہ ہو۔

دستخطین جیسی امن دہ گیان اور معرفت سے لبریز کتاب پر شور مچانے والے ذرا اس اقتباس کو غور سے پڑھیں۔

پانسو کا سوا لاکھ

پایونیر لکھتا ہے کہ فوج کے نوجوان برٹش افسروں کو غالباً اچھی طرح معلوم نہیں کہ ہندوستان میں سود خواروں سے چھوٹی چھوٹی رقوم بھاری شرح سود پر قرض لینے سے وہ اپنے سر پر قرض کا کسقدر بھاری بوجھ لے لیتے ہیں۔

حال میں ایک سود خوار کے ایک لاکھ ۷ ہزار ۲ سو ۶۸ روپے گیارہ آنے چھ پائی کے دعوی کے متعلق جو اس نے ایک متوفی افسر کی جائداد کے خلاف دائر کیا تھا۔ حساب کتاب کے تصفیہ اور پڑتال کے غرض سے ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس نے ثابت کیا کہ افسر مذکور نے ۱۹۰۵ء میں صرف پانچسو روپیہ قرض لیا تھا مگر سود کی شرح پانچ روپیہ ماہوار تھی مقروض نے تقریباً ۲ سو ۶۰ روپے ادا بھی کیے۔ لیکن اسپر بھی قرض اخیر جولائی ۱۹۱۵ء متذکرہ صدر مقدار تک پہنچ گیا، اور ۳۱ جولائی کو گویا ایک لاکھ روپے سے زائد واجب الادا تھا۔ شرح سود کے مطابق مئی ۱۹۰۶ء میں قرض دوگنا اور اکتوبر میں چار گنا فروری ۱۹۱۱ء میں سولہ گنا اور اپریل ۱۹۱۲ء میں ۳۲ گنا ہو گیا اور نومبر ۱۹۱۵ء میں یعنی ۵ سو روپے قرض لینے کی تاریخ سے دس سال بعد ۲ سو ۵۶ گنا ہو گیا۔ ساٹھ فیصدی سالانہ سود کی شرح سے ایک قرض ۱۴ ماہ میں دوگنا ہو جاتا ہے" اسپر ہمعصر المنیر بجا لکھتا ہے کہ۔ جب ہم ایک کا پانچ دس نہیں بلکہ ہزاروں روپیہ وصول کرنے والے سود خواروں کی طرف دیکھتے ہیں تو العظمۃ للہ کے سوا اور کچھ منہ سے نہیں نکلتا البتہ اتنا خیال ضرور آتا ہے کہ جو لوگ ذبیحہ گائے کے اس قدر مخالف ہیں۔ کہ اس کے ایک قطرہ خون کے بدلے اپنا سارا خون بہا دینے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ایک کیڑے کے پاؤں کے نیچے آجانے پر ہے پکار اٹھتے ہیں اونکا دل انسانوں کی خون آشامی سے کیوں نہیں پسیجتا اور وہ کیوں ایک بار لیکر ھل من مزید ہی کے نعرے لگائے جاتے ہیں کیا ایسے لوگوں کے خیال میں اشرف المخلوقات کی خون آشامی کوئی گناہ نہیں؟ اگر یہی خیال ہے تو سخت غلط ہے اور ایسے بیرحموں کو ایک دن ضرور احکم الحاکمین کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ خداوند مظلوم مقروضوں کو ظالم اور دوسروں کی کمزوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے والے قرض خواہوں کے شائیلاکانہ پنجوں سے رہائی دلائے۔

آریہ سماج سکھوں سے مایوس ہو رہا ہے۔

اس سے چند سال قبل آریہ سماج سکھ صاحبان کو اپنا گوشت کا پوست سمجھتے تھے مگر سکھ صاحبان کی باقاعدہ جد وجہد نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ سکھ ہندو نہیں ہیں چنانچہ سکھ صاحبان کی استقلال کے سامنے پرکاش سرجھکا تا ہوا لکھتا ہے کہ یاد رہے کہ اب سکھ وہ پرانے سکھ نہیں رہے جبکہ وہ ہندو نکا ایک انگ (حصہ) تھے"

سکھ کبھی مذہبی لحاظ سے ہندو نکا انگ نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ مذہبی تخیل سے ہندو دھرم سے اسقدر دور تھے جتنا کہ "پرکاش" کا ایڈیٹر سکھ مذہب سے دور ہے۔

سری گورو نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ گرنتھ صاحب آدی میں فرماتے ہیں۔ ہوئے مسلم دین نہاے ان جیون کا بھرم چکانے۔ اب اس شلوک کی موجودگی میں سکھ ہندوؤں سے کیسے مل سکتے ہیں۔

دو نایاب کتابیں شری رام کرشن پرمہنس

آج سے کچھ سال پہلے بنگال میں برہم دھرم کا زور تھا ہر ادنی و اعلی برہم دھرم پر گرویدہ تھا پھر ایک بزرگ شری رام کرشن پرمہنس پیدا ہوئے۔ آپ کے صوفیانہ کلام کا ہر ایک ادنی و اعلی گرویدہ ہو گیا اور اس وقت بنگال میں شری رام کرشن پرمہنس کی ہی روحانی حکومت کا دور دورہ ہے۔ بڑے بڑے رؤسا سے لیکر ادنی سے ادنی شخص کے قلب پر شری رام کرشن پرمہنس کی حکومت ہے۔

جب حکیم خلیل احمد صاحب بنگال کے دورے سے واپس آئے تو انھوں نے کہا کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ رام کرشن پرمہنس نے ایک صوفی مسلمان سے فیض حاصل کیا اور انکی تعلیم اسلامی تعلیم سے رنگین ہے بعد میں جب مولوی عطاء الرحمن صاحب ایم اے چودھری ابوالہاشم صاحب ایم اے و مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی بنگال سے تشریف لائے تو آپ نے بھی تائید کی۔ تب ہی مجھے اس صوفی منش کے حالات دریافت کرنیکا شوق پیدا ہوا۔ بعض ہندی کتابوں اور ایک بنگالی دوست کی اعانت سے مجھے بہت سا میٹیریل مل گیا اسوقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

جب میں نے ان کے اقوال میں قرآن مجید کی تائید اور ویدک تعلیم کی تردید کو پایا اس بزرگ کے حالات کے متعلق میں نے تقریباً یکصد صفحات سے زاید کتاب لکھی ہے جس میں ایک کالم میں اس بزرگ کے اقوال دوسرے کالم میں قرآن مجید کی آیات اور تیسرے کالم میں ویدوں کے منتر جو اس بزرگ کی تردید میں ہیں خدا پر بھروسہ رکھکر دعوے سے کہتا ہوں کہ بنگال میں اشاعت اسلام کے لیے اس سے بڑھکر اور کوئی مفید کتاب نہیں پاؤ گے اگر دوستوں نے میری حوصلہ افزائی کی تو پھر اسکا بنگالی ترجمہ بھی شائع کیا جائیگا یہ کتاب زیر طبع ہے قیمت ۱۲ر مگر جن دوستوں کی درخواستیں قبل از طبع آئینگی۔ اُن سے صرف ۱۰ر درخواستیں جلد بھیجیں۔

گورو گوبند سنگھ اور مسلمان۔

اسوقت تک جو سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان آزردگی اور کشیدگی کی خلیج حائل ہے وہ سب وطنی دوستوں کی اِن خالی از اصلیت اور از سرتا پا مبالغہ آمیز واقعات پر مبنی ہے جو اُنھوں نے مسلمانوں کو گورو صاحب کا دشمن اور اُنکے بچوں کا قاتل ظاہر کیا ہے اور ان باتوں کو ہمارے وطنی دوست ایسی رنگ آمیزیوں سے ظاہر کرتے رہے ہیں جس سے مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان آزردگی اور کشیدگی کا پھیلنا ایک ضروری امر تھا۔ میں نے سکھ صاحبان کی معتبر تواریخوں اور کتب سے اس امر کو ایک اور ایک دو کی طرح ظاہر کیا ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ گورو صاحب کے ساتھ نیک سلوک کیا۔ اور آڑے وقت میں مسلمان ہی گورو صاحب کے کام آئے اور مسلمانوں نے اپنی جانوں کو جوکھم میں ڈال کر گورو صاحب کی جان بچائی۔ آپ خطروں میں پڑے اور گورو صاحب کو خطرہ سے نکالا۔ دیوان سچانند نے گورو صاحب کے بچوں کو دار پر کھینچنے کا فتوی دیا۔ اور نواب شیر محمد خاں والئے مالیر کوٹلہ نے دیوان سچانند کی سخت مخالفت کی۔ غرضیکہ یہ کتاب ان سب بدظنیوں کو جو سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان پیدا ہوئی ہوئی ہیں اور دور کر کے دو مدت کے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملانیوالی ہے۔ اس کتاب کے جب بعض حصص کو گذشتہ سال نور میں شائع کیا گیا تو سکھوں کے مؤثر اخبار لائل گزٹ نے انکو حرف بحرف اپنے اخبار میں شائع کیا۔

اور جب مجھے پچھلے سال قصور کے نواح میں حضرت بابا نانک کے ارشاد سے سکھوں سے مباحثہ کے لیے جانا پڑا تو ان مضامین کے لیے نوشہرہ پنواں کے پنشنر رسالدار بیجر جنکا نام اسوقت میری یاد سے اوجھل ہے اور دیگر سکھ صاحبان شکریہ کے لیے میری رہائش گاہ پر تشریف لائے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ درحقیقت یہ کتاب کسقدر مفید ہے اور ایسی مفید ترین کتاب ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں سکھوں میں مفت شائع ہونی چاہیے یہ کتاب بھی زیر طبع ہے قیمت ۸ر مگر اکٹھی خریدنے والوں کو خاص رعایت۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمیں یہ سنکر کمال رنج ہوا کہ شیخ غلام غوث مولوی عالم برادر خورد شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم عین عالم شباب میں راہ عالم بقا ہوا مرحوم ہونہار اور مولوی فاضل کی تیاری کر رہا تھا۔ مرحوم مزاج کا متین اور گفتگو میں خاص سلیقہ رکھتا تھا۔ خاکسار ایڈیٹر نور کو مرحوم سے بہت محبت تھی سات آٹھ ماہ کی بات ہے کہ مرحوم میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ مجھے گورمکھی اور ہندی پڑھایا کریں میں اپنے آپ کو سکھوں اور آریوں کے لیے تیار کرنا چاہتا ہوں اور جبوقت آپ فرمائیں میں آپ کے پاس آیا کروں۔ میں نے کہا کہ بخوشی۔ اور آپ کے لیے کوئی وقت کی قید نہیں ہے۔ جبوقت آپ آئیں میں تیار ہوں۔ غرضیکہ مرحوم اپنے اندر بہت نیک ارادے رکھتا تھا۔ جب مجھے آپکی وفات کا خاص رنج ہے تو شیخ یعقوب علی صاحب کے غم کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جبکا ہونہار اور نیک بھائی عین عالم شباب میں چل بسا ان حالات میں صبر وغیرہ کی تلقین کرنا گویا انسانی مقتضیات کا خون کرنا ہے مگر ہم مسلمانوں کو قرآن ہی تعلیم دیتا ہے کہ ہر دو کہ وہ مصیبت میں ان اللہ مع الصابرین کی بشارت کا پھایا اپنے زخمی دل پر لگائیں اس لیے دعا ہے درد دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا **دوست** مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں

KHILAFAT LIBRARY

شدید قحط اور اسکا علاج

اسوقت جبکہ گھی روپے کا چھٹانک بھی صاف نہیں ملتا روغن سیاہ ڈیڑھ سیر روپیہ کا ملتا ہے روئی تین پاؤ بھی روپیہ کی نہیں ملتی لکڑیاں مہنگی ہو چکیں ہیں۔ آٹا وہ جس سے میدہ نکلا ہوا ہوتا ہے ساڑھے پانچ سیر بک رہا ہے بکی اجرہ تو بکی کسی خوش نصیب ہی نے کھایا ہوگا۔ یہ حالات ایسے نہیں کہ ان کو نظر انداز کیا جاوے۔ ۵۶ء میں جب بھاری قحط پڑا تھا تو گندم ۱۶ سیر روپیہ کی بکتی تھی اور ان دنوں خلقت الاماں الاماں پکار اٹھی تھی لیکن اب ۵½ سیر روپے کا آٹا کھا کر کیا ہوگا؟

یہ گہری انجمن ہے اور مشکل ہے جس کی طرف گورنمنٹ کو فوری توجہ دینی چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ تمام اُن لوگوں کی جو پچاس روپیہ تنخواہ لیتے ہیں پچاس فیصدی تنخواہ بڑھا دے۔ کیونکہ جس اوسط سے چیزوں کے نرخ بڑھے ہیں اسی نرخ سے آمدنی بھی بڑھنی چاہیے۔

دوسرے ہندوستان میں جسقدر اناج پیدا ہوتا ہے اسے باہر نہ بھیجا جائے۔

تیسرے مویشیوں کے لیے جنگلوں میں چرانے کی رکاوٹ دور کیجائے۔ ان تینوں صورتوں میں موجودہ مشکل کا بہت کچھ حل ہو سکیگا۔

ایک آریہ مہارانی

آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ مہارانی کوہاپور نے ویدک دھرم کی اشاعت کے لیے آریہ سماج کوہاپور کو ۱۲ ہزار روپیہ سالانہ دیا ہے اور اسیطرح مہاراجہ کوہاپور نے دو عیسائیوں کو آریہ سماج کے زیر اہتمام شدھ کیا یہ آریہ رؤسا کا اپنے مذہب سے محبت کا ثبوت ہے۔ کیا یہ دیکھ کر مسلمان رؤسا بھی کچھ سبق حاصل کرینگے۔

آریہ دوستوں سے ایک سوال

آریہ صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ شادی وغیرہ اقوام کی حد بندی کو توڑ کر گن کرم سبھاؤ سے ہونی چاہیے یعنی ایک شودر اگر کھشتری کے کام کرتا ہو تو اسکی شادی اپنے افعال کے لحاظ سے کھشتری عورت سے ہونی چاہیے۔ (بہت خوب) مگر اب سوال یہ ہے کہ ایک مرد نے تو تلوار ہاتھ میں لیکر اپنے کھشتری ہونے کا ثبوت دیدیا بیچاری عورت یہ ثبوت کیسے دے کیا کوئی آریہ دوست اس سوال کا جواب دیگا؟

KHILAFAT LIBRARY

ملک بھر میں کونسی زبان ہونی چاہیے

(ملکی زبان) ڈھونڈنی چاہیے جو بھارت بھر میں سہولت سے پرچرت (اشاعت) ہو سکے پھر آگے چلکر بھی ہمعصر لکھتا ہے کہ یہ بھاکھا (زبان) صرف یہ کہ (اگر) کوئی ہو سکتی ہے تو ہندی بھاکھا (ہندی زبان) ہی ہے ۔۔۔ ہمارے ہمعصر کو غلطی لگی ہے کیونکہ اسوقت ملک میں عام طور پر اردو کا رواج ہے اور ہندو بھائیوں کے تقریباً سب شہروں میں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے یہ دیکھنے کے لیے کہ درحقیقت اردو زبان لوگوں کے دلوں میں کسقدر جگہ حاصل کر چکی ہے وہ اپنے ہفتہ پرچارک اور پرکاش کی اشاعت کا مقابلہ کر کے دیکھ لے اگر اسپر بھی تسلی نہ ہو تو وہ اردو ہفتہ دھرم پرچارک اور ہندی ہفتہ دھرم پرچارک کی اشاعت کا موازنہ کرے پھر اُسے بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ اردو اور ہندی میں سے لوگوں کا لگاؤ کسطرف ہے مگر تعصب کیا علاج جہاں ورتو اور بیچاری اردو بے ضرر زبان کو بھی چین نہیں لینے دیتا

یہ تین نہیں بلکہ تین سو

کلکتہ سے ایک غریب طالبعلم شجاعت علی نامی نوکری اعانت کے لیے تین روپیہ بھیجتے ہیں اور اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ جناب شیخ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکا اخبار نور کا مضمون پڑھکر آنسو نکل آئے اور رہا نہ گیا۔ اس لیے اپنے پر تکلیف برداشت کر کے ارسال خدمت ہے چونکہ میں ایک بہت ہی غریب طالب علم ہوں خود تو کچھ انجمن کی اعانت اور کچھ دیگر احباب کی مدد سے پڑھتا ہوں لیکن ہمدردی مجھے از حد ہے اسلیے مجھے امید ہے کہ آپ اس ناچیز ہدیہ کو قبول فرما کر دعا سے شاد فرمائیں گے اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم نور کی اشاعت کو بڑھائے واقعی اس طالب علم کا نمونہ قابل رشک ہے کہ جو ایسا نادار غریب ہونیکے باوجود اپنے پہلو میں نور کیلیے ہمدردی کا خاص مادہ رکھتا ہے۔ اگر مجھے انکے درمند دلکو رنج پہنچنے کا خیال نہ ہوتا تو میں یہ تین روپیہ انکو واپس کر دیتا مگر میں نے اس غریب طالب علم کے لیے بہت دعا کی اور پرچہ انکے نام جاری کر دیا اس غریب طالب علم کے یہ تین روپیہ تین سو سے بھی زیادہ قابل قدر ہیں۔ کیا دین کے لیے ہمدردی کا دم بھرنے والے اس غریب طالب علم کی مثال سے فائدہ اٹھائیں گے؟

ریویوز

حق الیقین

جناب مولوی عبید اللہ صاحب بسمل کی تازہ تصنیف حق الیقین کی نسبت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فرماتے ہیں۔

میں نے مکرم مولوی عبید اللہ صاحب کی کتاب حق الیقین کا مطالعہ کیا ہے اور اسے نہایت ہی مفید پایا ہے مسئلہ نبوت کے متعلق جو کچھ اختلاف اسوقت احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ہے یا جو اختلاف کہ اسوقت کہ بعض احمدی کہلانے والے ہم سے رکھتے ہیں اسکے متعلق مولوی صاحب نے نہایت بسط سے اس کتاب میں بحث کی ہے اور خوب کی ہے اور کئی نئے دلائل اس میں درج کیے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت صداقت پسند طبائع کیلیے بہت مفید ہوگی ہماری جماعت کے احباب کو چاہیے کہ جہانتک ہو سکے اسکی اشاعت میں سعی کریں تاکہ متلاشیان حق کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو انکی محنت و کوشش کے بدلے میں جزائے نیک عطا فرمائے اور اسکے اچھے سے اچھے ثمرات پیدا کرے۔

میرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی

قیمت (عہ) ملنے کا پتہ مولوی عبید اللہ صاحب بسمل قادیان ضلع گورداسپور

حقیقۃ الرویا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی وہ تقریر جو آپ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۱۸ء کو فرمائی۔ جسے مکرمی منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل نے مرتب کر کے شائع کیا خوابوں اور رویا وغیرہ کی حقیقت دریافت کرنے کے لیے درحقیقت یہ کتاب اپنا ثانی آپ ہی ہے حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر ہمارے کسی ریویو کی محتاج نہیں ہے۔ ہاں منشی غلام نبی صاحب کے لیے فخر اور بجا فخر کر سکتے ہیں کہ آپنے یہ درنایاب شائع کر کے عوام الناس پر احسان کیا ہے لکھائی چھپائی عمدہ اور کاغذ اعلیٰ قیمت ۱۰ر جو اس قحط سالی میں ہر طرح سے واجبی ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ ذی مقدور احباب اکٹھی خرید کر لوگوں میں مفت تقسیم کریں۔ ملنے کا پتہ (منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل قادیان)

انفلوانزا یا تپ نزلی

انفلوانزا نے جو پچھلے دنوں کہرام مچایا وہ اظہر من الشمس ہے پنڈت ٹھاکر دت صاحب شرما موجد مرت سنجیونی نے اسپر ۸۸ صفحات کی ایک کتاب لکھی ہے جس میں اس مرض پر شرح وبسط سے بحث کی ہے اور مختلف علاج درج ہیں۔ ابھی تک ہندوستان کے بعض حصص میں انفلوانزا موجود ہے اور بعض جگہ پر اسکے پھر عود کرنیکا احتمال ہے اس لیے یہ کتاب ہر ایک شخص کے مطالعہ کیلیے اشد ضرور ہے اس مفید کتاب سے کوئی گھر خالی نہ رہنا چاہیے قیمت ۱؎ جو ہر طرح سے واجبی ہے ملنے کا پتہ پنڈت ٹھاکر دت شرما وید موجد امرت دھارا لاہور

تربیت اولاد

پاکٹ سائز پر ۱۶۰ صفحات کی کتاب ہے جس میں بچوں کی پرورش پر نہایت خوش اسلوبی سے بحث کی گئی ہے۔ امرا اور غربا و متوسط درجہ غرضیکہ ہر ایک طبقہ کے اطفال کے پرورش اور تربیت پر اس میں کمال وضاحت سے بحث کی گئی ہے۔ نہایت قیمتی اور مفید نصائح سے یہ کتاب لبریز ہے۔ اسکی تیاری کے لیے مصنف کو محنت شاقہ سے کام لینا پڑا ہے۔

اس مفید کتاب کو یونیورسٹی درسی کتب میں شامل کرے تو یہ ہر طرح اسکی مستحق ہے قیمت عہ جو میرے خیال میں کسیقدر زیادہ ہے ملنے کا پتہ سید عنایت علی شاہ صاحب منیجر مفید عام انگریزی مڈل سکول وزیر آباد پنجاب

اصلاحی کلام!

(از نذرت قلم جناب مولانا ابو محمد محفوظ الحق علمی)

مسلم کو دل سے خدمت اسلام چاہیے
جو فرض منصبی ہے وہی کام چاہیے
آزاد ہو تو رسم و رواج زمانہ سے
پابند دین ہو مگر تجھے آرام چاہیے
خالق کی بندگی ہو تیرا مقصد حیات
مخلوق کے حقوق کا اتمام چاہیے
ہمدردیِ خلائق و خدماتِ قوم ہوں
مسلم کو ان امور میں اقدام چاہیے
نورانیت بڑھے تو گھٹے ظلمتِ ضمیر
یہ اہتمام ہر سحر و شام چاہیے
پستی کی خندقوں سے نکل آئیگی یہ قوم
ہمت بلند چاہیے اور کام چاہیے
فانوس دل میں عشق نبی کا جو نور ہو
رگ رگ میں پھیل جائیگی یہ ابرام چاہیے
ہر دم یہ کہہ رہے ہیں زمانہ کے تجربے
محنت کرو! اگر تمہیں آرام چاہیے
غفلت میں اسطرح سے نہ کھو اپنی زندگی
علمی غدا کے واسطے کچھ کام چاہیے

عہ بقیہ کلام ۱۲

نہایت ضروری اعلان

KHILAFAT LIBRARY

تمام احمدی احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی جاتی ہے +

معلوم ہوا ہے کہ اخبار الفضل مورخہ ۲۳ نومبر میں اس امر کا اعلان ہو جانے کے بعد بھی کہ اس سال سالانہ جلسہ اپریل ۱۹۱۹ء میں ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی کیا گیا ہے۔ اس قسم کے بعض خطوط کئی اصحاب کو پہنچے ہیں جنمیں یہ لکھا گیا ہے کہ تاحال جلسہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ یا یہ کہ دسمبر میں جلسہ ہوگا اور الفضل میں جو اعلان ہوا ہے وہ غلط ہے جن دوستوں کو کوئی ایسا خط پہنچا ہو وہ بہت جلد اصل خط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجدیں۔

سخت تاکید ہے

اگر خط محفوظ نہ رہا ہو تو خط لکھنے والے کے نام سے حضور کو اطلاع دیں اور جن احباب کو وہ خط دکھایا یا سنایا گیا ہو انکی شہادت لکھدیں +

ایک انجمن اسلامیہ کے سکرٹری کی آواز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سردار محمد صادق خانصاحب کنڈی خیل سکرٹری انجمن اسلامیہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے لکھتے ہیں!

بخدمت جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور سلمہ المنعم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واضح ہو کہ اس جگہ جو انجمن اسلامیہ کا شجر آپ نے لگایا تھا یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ورنہ میں کیا چیز ہوں ع الحمد للہ والمنۃ کہ وہ شجر اب مستحکم ہو گیا۔ اور بار آور ہونے لگا انجمن کے ممبران کی تعداد ۲۴۶ تک پہنچ چکی ہے۔ اور پریذیڈنٹ جناب مولوی احمد صاحب ہیں ہر ایک فرقہ کے گروہ کے علماء اور عالی لوگ شریک ہیں انجمن اسلامیہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں نے مختلف حصص شہر کے چار مساجد شریف میں شافعیں اور دفتر انجمن اصل مدارس تعلیم قرآن شریف۔ وپہلی دوسری دینیات کی کتابیں شروع کر دئے ہیں۔ انجمن مذکور نے اس خاکسار کو واسطے سکرٹری کے کام کے منتخب فرمایا ہے۔ [illegible] نے اس گداگری قوم کو صبر و چشم منظور کیا ہے۔ انجمن کا ارادہ ہے کہ سالانہ جلسہ ماہ اپریل ۱۹۱۹ء میں منعقد کرے۔ اسمیں انجمن کی استدعا بخدمت شریف واسطے شمولیت جلسہ کے ہو۔ امید ہے کہ آپ اپنے واعظ

کی تواریخ ماہ اپریل سے مطلع فرمائیں گے تاکہ ہم بفضلہ تعالیٰ باقی اصحاب کی شمولیت کا انتظام کر سکیں۔ اور امید ہے کہ آپ اپنے کاروبار لائقہ سے اس خادم قوم کو وقتاً فوقتاً خوش فرمایا کریں گے۔ زیادہ والسلام ۱۱۔ دسمبر ۱۹۱۸ء

نوٹ آپ جونسی تاریخ جلسہ کے لیے مقرر کریں گے انشاء اللہ میں حاضر ہو جاؤنگا صرف پندرہ روز قبل مجھے اطلاع ہونی چاہیے۔

خوشی و مبارکباد

از قلم منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس و بانی انجمن مطبع سرکار بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ہمنے اپنے لیکچر مطبوعہ ۸ اکتوبر ۱۹۱۸ء میں جو تعداد کثیر خاص و عام میں مفت تقسیم اور مشتہر ہوا اور بہت سے مقامات میں پڑھا اور پبلک کے دلوں پر نقش کیا گیا اور وہ اب بھی ہمسے بلا قیمت مل سکتا ہے اپنی گورنمنٹ کے اُن احسانات و برکات بے حد و بے حساب کا ہو بہو نقشہ کھینچ اور رعایا و گورنمنٹ کے تعلقات پر روشنی ڈال کر اصل حالات جنگ کو ظاہر و بیان کیا تھا۔

کہ قیصر جرمن نے نہایت مضبوط عہد کو توڑ کر خون و غرور و تکبر و جلد بازی و شتاب کاری اور محض حرص و ہوا سے اس اعتقاد فاسد پر کاربند ہو کر کہ زبردست کیلیے لازم ہے کہ وہ زیردست کے وجود کو صفحہ ہستی سے بالکل مٹا دے۔ اپنے ناجائز اغراض سے پورا کرنیکے زعم میں بلجیم و فرانس پر طرح طرح کے حق ظلم و ستم کیے +

جسپر ہماری رحیم گورنمنٹ کو قدرتاً رحم آیا۔ اور وہ اخلاقی و انسانی ذمہ داری سے بیگناہ مظلوموں کو جبر و تعدی مذکور سے بچانے اور انکو ظلم و ستم سے چھوڑانے کے لیے مجبوراً ماہ جنگ ہوئی

لیکچر مذکور کے صفحہ ۷ پر یہ درج تھا کہ اس جنگ عظیم میں بفضل خدا ہماری گورنمنٹ ہی کو فتح حاصل ہوگی۔ یہ امر قابل ذکر ضروری ہے کہ اس محاربہ میں قیصر جرمن کو نشہ غرور میں اپنی خیالی طاقت پر بھروسہ تھا اور ہماری گورنمنٹ کو جس نے کسی سلطنت سے ناحق مقابلہ کا کبھی ارادہ تک نہیں کیا۔ اور موجودہ موقع پر اُسنے محض مظلوموں کی حمایت جائیز کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ صرف اُس ذات پاک خالق کل کائنات کا بھروسہ تھا جسکے ہاتھ میں نظم و نسق تمام عالم کا ہے اور جو طرفۃ العین میں گدا کو شہنشاہ اور شہنشاہ کو بے تخت و تاج کر سکتی ہے حالات شروع جنگ اور تکبر و غرور و ظلم و ستم و جلد بازی و شتاب کاری قیصر جرمن اور قانون قدرت کو جو یہ ہے ع تکبر عزازیل را خوار کرد + کہ روزے ز دستش درای نخست قارون ز بار حرص برو زیں نمانده + دلو گران سبک بر چاه میرود ای زبردست زیردست آزار + گرم تا کے بماند ایں بازار بازار مظلوم مائل ہباش + زود و دل خلق غافل مباش بترس از آہ مظلوماں کہ در وقت دعا گریند + اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید کمین مردم آزاری ای تندرا نگہ کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدائے

ملحوظ خاطر رکھکر نتیجہ ہماری پیش گوئی کی تائید میں ہے کیونکہ دفعتاً کایا پلٹ تبدیلی ظہور میں آئی اور نقشہ نوراً دکھائی دیا + بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا + جو چیرا تو ایک قطرۂ خون نکلا

پہلے جو کچھ ہوا۔ اُسکو کون نہیں جانتا ہے کہ مہیب و غریب آلات حرب جدیدہ اور قسم قسم کی زہریلی گیسوں اور ہوائی جہازوں اور آب دوز کشتیوں سے نہایت بے رحمی کیساتھ کام لیا جاتا رہا جسکی تردید بہت ہی معقول طریقہ سے ہوتی رہی۔ اور آخر ہماری گورنمنٹ کے استقلال اور مدبرانہ چال نے (جسمیں تائید غیبی بھی شامل تھی اور جسکی امداد تمام طاقتوں سے برتر طاقت کا ہاتھ کر رہا تھا) قیصر جرمن کی پسپائی کا حال کھلم کھلا دکھا دیا۔ جسکے اثر خاص سے بلغاریہ و ٹرکی و اسٹریا یکے بعد دیگرے ہتھیار ڈالکر [illegible] دیوں کی غیر مشروط اطاعت تسلیم کر لی اور اطاعت مذکور قیصر جرمن کی فوری زوال کا پیش خیمہ ہوئی اور قدرت نے اپنا یہ کرشمہ دکھایا کہ قیصر جرمن اپنے تخت سے علیحدہ اور آوارہ وطن ہو کر پناہ نا جائیز کا خواستگار اور سخت ذلیل و خوار ہوا اور یہ وہ معاملہ ہوا جسکے لیے قیصر جرمن نے اپنے ہاتھوں سے خود ہی بیج بویا تھا کیونکہ ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو + از مکافات عمل غافل مشو

اچھا ہوا بہت اچھا ہوا ناظرین اخبار کو بس نہیں ہے دیکھیں آئندہ کیا ہو ؎

یہ ابتدائی حال ہے روتا ہے کیا ہنوز آگے چلکر دیکھنا ہوتا ہے کیا

یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ دیر گرد سخت گیر د مرترا۔

ان واقعات پر لڑائی کو بغرض صلح بند کیا گیا اور جن شرائط پر گورنمنٹ برطانیہ نے صلح کا ارادہ کیا ہے جرمنی نے اُنکو منظور کر لیا ہے۔ اور اُن میں سے اکثر شرائط کی تعمیل بھی کر دی اور آئندہ بہت جلد بلا کسی روک ٹوک اور تامل کر رہے ہیں چونکہ صلح در اصل ایک عظیم الشان اور بینظیر فتح ہے اور اس سے ہماری پیش گوئی مذکور نہایت صفائی سے پوری ہوئی ہے اور اس فتح سے جو خوشی کل رعایا کو حاصل ہوئی وہ پہلے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی ہے اور اسکی شرح ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی ہے اسلیے صرف اس بیان پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ کہ آن روز دن ہر کہ ہند و ستان سروش غیب آواز بہت اور شادمانی فرخندہ مژدہ

[illegible] فہیم۔ ذیل میں حضور ایسکوائر صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع [illegible] اس جگہ ہم [illegible] ہزدل عزیز جلسہ متعلقین [illegible] گورداسپور کا تہ دل سے شکریہ بجا لاتے ہیں۔ کہ اس جنگ کے دوران میں آپکے وجود کی برکت اور آپکے احسن تدابیر انتظامیہ اور ہزدل عزیز [illegible] ہر [illegible] [illegible] کے قوت [illegible] رہے۔ اور رعایا کے دلوں سرکار برطانیہ کی وفاداری کا ایک خاص جوش اور ہماری دلوں [illegible]